فہرست مضامین

نمبر	فہرست	صفحہ
1	حضور اکرم ﷺ نے فرمایا	2
2	اداریہ	3
3	غزل علامہ اقبال	4
4	زمانہ قدیم کی تحریریں اور کتب خانے	5
5	کچھ دلچسپ اور انوکھے کتب خانے	7
6	شراغ تلے اندھیرا	9
7	طنزومزاہ	11
8	آلو کا انتہای لزیز پراٹھا	12
9	بڑی انسلٹ ہوتی ہے یہ پیپر جب بھی آتے ہیں	14
10	سابر چودہری کی کتاب "ابنارمل کی ڈائری سے اقتباس	16
11	پروفیسر ملاحت کلیم شیروانی سے ایک ملاقات	19
12	غزل صمیم خیال	20
13	تجزیہ کتب	21
14	جھلکیاں	23

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

وَٱلۡعَصۡرِ ۝١
إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لَفِي خُسۡرٍ ۝٢
إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ
وَتَوَاصَوۡاْ بِٱلۡحَقِّ وَتَوَاصَوۡاْ بِٱلصَّبۡرِ ۝٣

زمانہ کی قسم ۔ بیشک انسان خسارے میں ہے ۔
سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور نیک
عمل کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی
تلقین کرتے رہے اورباہم صبر کی تاکید کرتے
رہے۔
سورة العصر1-3

By the passing time. Indeed, man is at a loss. Except for those who believe and do good deeds and exhort one another to truth and exhort one another to patience.

Surah Al-Asr 1-3

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

چار چیزیں آپ کو پریشان یابیمار کرتی ہیں۔

1. زیادہ باتیں کرنا۔
2. زیادہ سونا۔
3. زیادہ کھانا۔
4. زیادہ لوگوں سے میل جول۔

چار چیزوں سے رزق کی فراوانی رک جاتی ہے۔

1. صبح فجر سے طلوع آفتاب تک سونا۔
2. نماز نہ پڑھنا یا پابندی سے نہ پڑھنا ۔
3. سستی کرنا۔
4. دھوکہ دینا۔

چار چیزیں آپ کو ختم کردیتی ہیں۔

1. پریشانی۔
2. غم۔
3. بھوک۔
4. دیر سے سونا۔

چار چیزوں سے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے اور خوشیاں چلی جاتی ہیں۔

1. جھوٹ بولنا۔
2. عزت نہ کرنا یاکسی غلط چیز پر بھی اصرار کرنا۔
3. بغیر معلومات اور بغیر جانتے ہوئے بحث کرنا۔
4. کسی غلط چیز کو بے باکی سے بغیر کسی خوف کے کرنا۔

چار چیزوں سے چہرے کی رونق بڑھ جاتی ہیں

1. پرہیزگاری۔
2. وفاداری۔
3. رحم دلی۔
4. دوسرے کے بغیر کہے ان کی مدد کرنا۔

چا ر چیزوں سے رزق بڑھتا ہے۔

1. راتوں کو اٹھ کر عبادت کرنا۔
2. بہت زیادہ پشیمان ہونا (اپنے گناہوں پر)۔
3. مستقل خیرات کرنا۔
4. ذکر کرنا، اللہ تبارک و تعالیٰ کو یاد کرنا۔

حضور ﷺ نے فرمایا (مفہوم)

جب اذان دی جائے تو ہر کام چھوڑ دو یہاں تک کہ قرآن پڑھنا بھی۔جو شخص اذان کے درمیان بات کرتا ہے تو (ڈر ہے کہ) موت کے وقت اسے کلمہ نصیب نہ ہو۔

اداریہ

علم انسان کو آگاہی دیتا ہے اور ادب اس کی شخصیت اور کردار کی تعمیر کرتا ہے۔حرف کی حرمت اور کتاب دوستی کے بغیر ایک قابلِ قدر معاشرے کی تعمیر و تکمیل کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ کمالِ انسانیت کا خواب علم و ادب کی بدولت ہی شرمندۂ تعبیر ہوسکتا ہے۔

شعبۂ علمِ کتب خانہ و اطلاعات کو اس کی تعلیمی کامیابیوں کے علاوہ تخلیقی و ادبی سرگرمیوں کو بھی غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ تعلیمی ادارے اپنے طلباء کو زیورِ علم سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ ادب کے ذریعے ان کی شخصیت اور کردار کی تعمیر کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ شعبۂ علمِ کتب خانہ و اطلاعات کا ادبی مجلّہ "پیامِ لائبریرین" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

"بادۂ علم " کا بنیادی مقصد نئی نسل کی علمی، فکری اور ادبی صلاحیتوں کو منظرِ عام پر لا کر ان میں خود اعتمادی پیدا کرنا ہے۔اس مجلّہ کی اشاعت پر میں مشکور ہوں ان اساتذہ کرام اور طلباء و طالبات کا جن کی معاونت سے یہ کام بخوبی پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

- راشد علی

لیکچرر، شعبۂ علم کتب خانہ و اطلاعات

جامعہ کراچی۔

غزل

علامہ اقبآل

اےباد صبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضےسے امت بیچاری کے دیں بھی گیا، دنیا بھی گئی

یہ موج پریشاں خاطر کو پیغام لب ساحل نے دیا
ہےدور وصال بحر بھی، تو دریا میں گھبرا بھی گئی

عزت ہے محبت کی قائم اے قیس! حجاب محمل سے
محمل جو گیا عزت بھی گئی، غیرت بھی گئی لیلا بھی گئی

کی ترک تگ و دو قطرے نے تو آبروئے گوہر بھی ملی
آوارگی فطرت بھی گئی اور کشمکش دریا بھی گئی

نکلی تو لب اقبال سے ہے، کیا جانیے کس کی ہے یہ صدا
پیغام سکوں پہنچا بھی گئی، دل محفل کا تڑپا بھی گئی

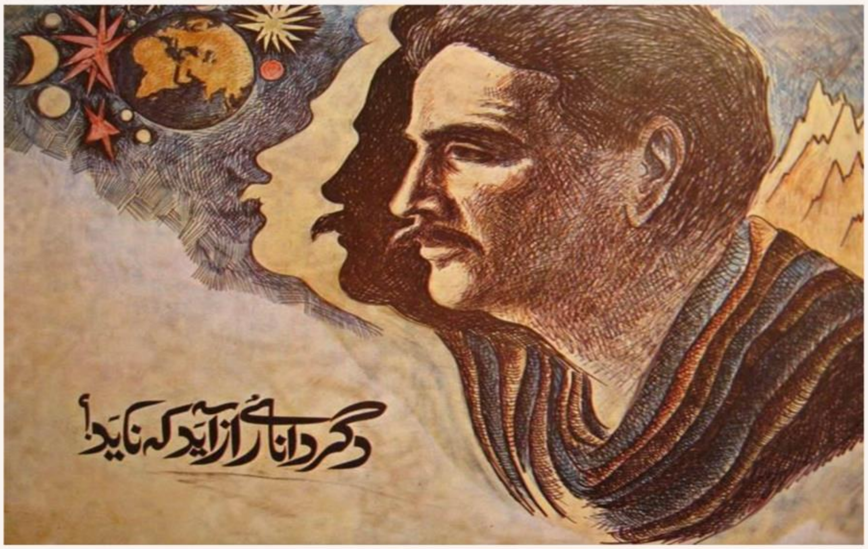

زمانۂ قدیم کی تحریریں اور کتب خانے

انتخاب : اُم حبیبہ(BS-4)

دنیا میں پہلا کتب خانہ کب وجود میں آیا شاید اس سوال کا جواب کبھی بھی نہ مل سکے۔ ہر روز ملنے والی نئی شہادتوں سے معلوم حقیقتیں بدل جاتی ہیں اور نئی حقیقتوں کو جگہ دینی پڑتی ہے ان معلومات سے یہ تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ اپنے ارتقاء کے ایک خاص مرحلے پر، جب انسان نے درختوں،غاروں،پہاڑوں، دیواروں اور پتھروں پر اپنی سوچ اور سمجھ کے نقوش مرتب کرنے شروع کیے تو انہیں اندازہ بھی نہیں ہوگا کہ ہزاروں سال کے بعد یہ تحریریں منظر عام پر آ ئیں گی۔ ہزاروں سال کا عرصہ گزرنے کے بعد انسانوں کے کسی گروہ نے لفظ بنائے ہوں گے انہیں لکھنا ،پڑھنا، سمجھنا اور سمجھانا شروع کیا ہوگا تو شاید اس کے ساتھ ہی کسی نے انہیں ترتیب سے رکھنے کے فن کا آغاز بھی کیا ہوگا۔ زمانۂ قدیم میں پہلا لائبریرین کون تھا شاید یہ بھی کبھی معلوم نہیں ہو سکے لیکن اس بات کا اندازہ ضرور ہو گیا ہے کہ لکھنے پڑھنے سمجھنے اور سمجھانے کے عمل کے ساتھ دستاویزات کو محفوظ کرنے کا خیال بھی موجود تھا۔

اب تک کی شہادتوں کے مطابق ابتداء میں باضابطہ طور پر لکھنے کا عمل ان مٹی کی تختیوں سے شروع ہوا جو اسی مقصد کے لیئے بنائی جاتی تھیں کہ ان پر عبارت کندہ کرکے انہیں محفوظ کر لیا جاتا تھااور پھر لکڑی پر بھی تحریرلکھی گئی۔ اہل مصر کے پیپائرس ایجاد کرنے کے بعد اس پر لکھنے اور ان کو محفوظ کرنے کا سلسلہ بھی شروع ہوا ،دنیا کےکسی خطے میں جانوروں کی کھال اور کہیں کپڑوں پر لکھنے کا آغاز بھی ہوا۔

اللہ نے انسان کی فطرت میں تجسس رکھا ہےیہی وجہ ہے کہ انسان مختلف ادوار میں تحریر کے آثارکی کھوج میں لگا رہاہے اور ایسی کئی جگہوں کا پتہ لگایا ہےجہاں سے تحریر کی ابتداءکے نشانات ملتے ہیں۔سماجی اور انسانی ترقی کے مختلف ادوار میں جب طبقات بنے اور طبقوں کے مفادات کے لئے طبقاتی کشمکش کا آغاز ہوا تو علم پر بھی قدغن لگانے کی کوشش کی گئی ۔ حکمرانوں نے ہمیشہ کوشش کی کہ علم اور آگاہی ایک مخصوص طبقے تک محدود رہے سماج میں جب مذہب کا اجراء ہوا تو عام طور پر قدیم زمانے سے ہی مذہبی رہنماؤں نے علم اور آگاہی کو عام انسانوں کے لئے شجر ممنوع قرار دےدیا ۔

قدیم زمانے کے انسانوں نے لکھنے، پڑھنے، سمجھنے اورسمجھانے کے عمل کے ساتھ جہاں قدیم کتب خانوں کی بنیادیں رکھیں وہاں ان قدیم کتب خانوں کے دشمن بھی پیدا ہوئے۔ تاریخ اس بات کی شاہدہے کہ ایک جانب تو قدرتی آفات نے ان ذخیروں کو تباہ کیا اور دوسری جانب علم دشمن گروہوں، حکمرانوں اور حکومتوں نے بھی اسے تباہ کرنے کی کوشش کی اور کئ جگہوں پر کامیاب بھی ہوئیں۔

ایسے ہی بیش بہا کتب خانےہزاروں سال قبل سے موجود رہے ہیں۔ جن میں سے آشور بنی پال اور سکندر اعظم کے کتب خانوں کا مختصرا تعارف یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

آشور بنی پال کا کتب خانہ(Ashurbanipal Library)

یہ کتب خانہ عراق کے علاقے میں موجود ہے۔تقریباً 700 سال قبل مسیح میں یہ کتب خانہ نینواکے مقام پر قائم کیا گیا تھا۔ اس کتب خانے کی دریافت کا سہرا آ سٹن ہنری لیارڈ کے سر جاتا ہے۔ یہ شاہ آشور بنی پال نامی بادشاہ کا ذاتی کتب خانہ تھا۔ یہاں پر ہزاروں کی تعداد میں مٹی کی تختیاں ملی ہیں جن پر اکادیان اور سوماری زبان تحریر ہے۔ اس کتب خانے میں تختیوں کے ساتھ وہ سادہ پلیٹیں بھی ملی ہیں جن پر یہ تختیاں لکھی جاتی تھیں۔ ان تختیوں میں سیاسی، سرکاری، سماجی معاملات کے علاوہ قانون، ادب، شاعری، فلکیات اور لوگوں کے حالات کا ذکر ہے اس کتب خانے میں قبل مسیح کے زمانے کی مشہور ترین طویل نظمیں Epic of Gilgamesh, Myth of adapa اور کہانی Poor man of Nipurموجود ہے۔ جب سکندر اعظم نینوا میں داخل ہوا تو اسے یہ کتب خانہ اتنا پسند آیا کہ اس نے اسی طرح کا کتب خانہ بنانے کی خواہش کی جو اس کی زندگی میں تو نہیں بن سکا مگر بعد میں اس کے جانشین نے مصر میں اسکندریہ کتب خانہ بنایا جو آج تک قائم ہے۔ اس کتب خانہ کی زیادہ تر تختیاں برٹش میوزیم میں موجود ہیں ۔

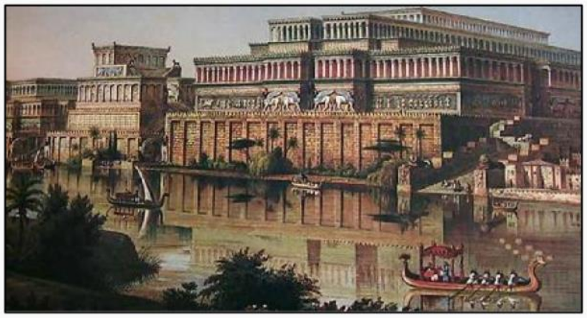

کتب خانۂ اسکندریہ (Alexandria Library of Egypt)

کتب خانۂ اسکندریہ قدیم دنیا کی بچ جانے والے تاریخی کتب خانونمیں سے ایک ہے ۔یہ کتب خانہ 145 قبل مسیح ارسطو کے ایک طالب علم نے ٹولومی اول کے حکم پر قائم کی جو سکندر اعظم کا جانشین تھا۔اس زمانے میں بادشاہ کو ٹو لومی اور ملکہ کو قلوپطرہ کہتے تھے۔ ٹولو می اول نے یہ لائبریری سکندراعظم کی یاد میں بنائی۔ ابتداء میں اس کتب خانے میں پڑھنے کا ہال، پڑھانے کے کمرے، کھانے کی جگہ، مذاکرے کا کمرہ، ایک باغ اور جلسہ کرنے کے لئے ایک بہت بڑا ہال بنایا گیا تھا ۔ کتب خانے کے ساتھ ایک میوزیم بنایا گیا جہاں علم الابدان فلکیات اور جانوروں پر تحقیق کا کام ہوتا تھا میوزیم کے ایک حصے میں ناپید ہونے والے جانوروں کے ڈھانچے رکھے گئے تھے یہاں تعلیم حاصل کرنے والے وہ زعماء تھے جنہوں نےریاضی، فلکیات، طبعیات، جومیٹری، انجینئرنگ، جغرافیہ، فیزیولوجی اور طب جیسے علوم کی نشونما میں اہم کردار اداکیا۔ لائبریری میں ان موضوعات کے علاوہ بے شمار موضوعات پر کتابیں موجود تھیں۔اس کتب خانے کو بہت سے قابل لائبریرئن ملے جنہوں نے اس میں قابل قدر خدمات انجام دیں اور اس کو اپنے زمانے کا علم و فن کا شاندار مرکز بنا دیا۔

کچھ دلچسپ اور انوکھے کتب خانے

انتخاب : اُمِ حبیبہ(BS-4)

فون بوتھ لائبریری:(Phone Booth Library)

جب برطانوی محکمہ فون نے انگلینڈ کے شہر وسببن بری سے ٹیلیفون بوتھ نکالنے کا فیصلہ کیا تو شہریوں نے ان بوتھوں کو لائبریریوں میں تبدیل کردیا جو شہری رضاکارانہ طور پر خود ہی چلا رہے ہیں لوگ یہاں سے کتابیں لے جاتے ہیں اور بعد میں خود ہی لا کر رکھ دیتے ہیں ہر تھوڑے دنوں کے بعد ذخیرے میں نئی کتابیں شامل کر دی جاتی ہیں۔

کینیا کی اونٹ لائبریری:(Kenyan Camel Library)

کینیا میں اونٹوں پر لائبریری قائم کی گئی ہے جو دور دراز علاقوں تک کتابیں مہیا کرتے ہیں۔ لائبریرین کے پاس کتابوں کے علاوہ خیمے بھی ہوتے ہیں جو رات کو سونے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور رات گزار کر دوسرے دیہات کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک منظم نظام ہے جس کے تحت ملک کے دور دراز علاقوں میں کتابیں پہنچانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

کشتی لائبریری: (Epos Book Boat)

ناروے میں کشتی پر لائبریری قائم کی گئی ہے جس کا نام **EPOS** رکھا گیا ہے ۔اس لائبریری میں چھ ہزار کتابیں ہیں جو دور دراز جزیروں پر پڑھنے والوں کو مہیا کی جاتی ہیں۔

جنگی ٹینک جیسی لائبریری: (War Tank Library)

ارجنٹائن میں فنکار راڈل کیم سوف نے جنگی ٹینک کی شکل کی موبائل لائبریری بنائی

ہے تاکہ گاؤں اور کچی آبادی میں جاکر علم سے استفادہ کرنے والے لوگوں کو لائبریری سے کتابیں مہیا کی جا سکیں۔ انہوں نے اس کا نام **Weapon of Mass Instruction** رکھا ہے۔

"چراغ تلے اندھیرا"

کیمبرج سکولوں میں اردو پڑھانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے ، انگریزی فکشن پڑھنے والے برگر فیملیز کے چشم و چراغ اردو بھی انگریزی لب و لہجے میں بولتے ہیں۔ مجھے اکثر اردو الفاظ انگریزی میں ترجمہ کر کے سمجھانے پڑتے ہیں۔ یہ دیسی انگریز گرامر اور تخلیقی لکھائی کا تو جنازہ نکال دیتے ہیں، بعض ہونہار تو سُسر کی مونث سُسری ، اور مرد کی جمع "مردُود" میر تقی میر کو " میر یقی میر" لکھتے ہیں اور پھر خفا ہو جاتے ہیں کہ آپ نے نمبر کیوں کاٹ لیے۔

ایک دن تخلیقی ٹاپک تھا اور موضوع تھا ، " تفریحی مقام کے دورے کی روداد "

ایک صاحبزادے جس انہماک سے لکھ رہے تھے میرا شک یقین میں بدل رہا تھا کہ اس بار وہ اردو میں خوب جان مار کےآئے ہیں ، تھوڑی دیر بعد پرچہ میرے ہاتھ میں تھا، غور سے پڑھا تو سویوں جیسی لکھائی میں لکھا تھا۔۔

" میں ایک بار مری گیا ، وہاں اتنی برف باری ہوئی کہ سردی سے مجھے بخار ہوا ،جو بہت تیز ہوگیا، جس کی وجہ سے مجھے دورے پڑنا شروع ہو گئے ، ابو مجھے ہسپتال لے گئے ، پھر بڑی مشکل سے میرا دورہ ٹھیک ہوا۔

موصوف "تفریحی دورے" کو بیماری والا دورہ سمجھ بیٹھے۔۔۔ مگر ان کا قصور تھوڑی ہے وہ تو میری نااہلی تھی کہ بتا نہ سکی کہ دورے بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ۔

ایک روز محاورات کے استعمال کے بارے میں سیر حاصل لیکچر دینے کے بعد جانچ کی خاطر کچھ محاورات جیسے باغ باغ ہونا، رونگٹے کھڑے ہونا وغیرہ کو جملوں میں استعمال کرنے کو کہا۔ جماعت چونکہ او لیول کی تھی اور مجھے معیاری جملوں کی توقع

تھی۔ تیسری نشست پر بیٹھے ایک طالب علم نے فوراً ہاتھ کھڑا کیا۔میں نے ستائشی نظروں سے اسے دیکھا اور کاپی پکڑ لی ،جملہ لکھا تھا:
" ہمارے دروازے پر دستک ہوئی ، میں نے کھولا تو سامنے دو رونگٹے کھڑے تھے۔"
اس کے بعد جو ہوا پوری کلاس کو رونگٹے کھڑے ہونے کا مطلب سمجھ آ گیا ---
خیر یہ تو میرے ہونہار شاگردوں کی ایک جھلک تھی، مجھے زعم رہا کہ میرے اپنے صاحبزادے(وہ ابھی4th سٹینڈرڈ میں ہے) کی اردو نسبتاً اچھی ہے، مگر یہ زعم بھی اکثر خاک میں مل جاتا ہے ۔ چند ماہ پہلے TV پر ڈرامہ " ڈائجسٹ رائٹر" دوبارہ نشر کیا جا رہا تھا، بیٹا بھی میرے پاس آکر بیٹھ گیا۔ میں نے یونہی پوچھا آپ کو" ڈائجسٹ رائٹر " کا مطلب پتا ہے ؟ "
جی، اس کا مطلب ہے : "ہضم ہونے والی رائٹر ."
وہ نہایت آرام سے گویا ہوئے اور ادھر چراغوں میں روشنی نہ رہی ۔
(آصفہ عنبرین قاضی)

کاہلی

سچ یہ ہے کہ کاہلی میں جو مزہ ہے وہ کاہل ہی جانتے ہیں۔ بھاگ دوڑ کرنے والے اور صبح صبح اُٹھنےوالے اور ورزش پسند اس مزے کو کیا جانیں۔ (ابن انشاء)

طنز و مزاح

ا نتخاب : اُمِ حبیبہ(BS-4)

آلو پیاز کی قربانی

جب بھی بارش کا موسم ہو اور بوندوں کی شرارت اپنے جوہر دکھائے تو آلو اور پیاز کا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ بیسن کی دبیز چادر اوڑھ کر مصالحوں کے جھومر سجائے تپتے تیل میں چھلانگ لگادیں، یہ انسانی سماج کے لئے ان کی وہ قربانی ہوگی جسے تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی۔

تانپورے اور تنبورے میں کیا فرق ہے ؟؟؟

پطرس بخاری ریڈیو اسٹیشن کے ڈائریکٹر تھے۔
ایک دفعہ مولانا ظفر علی خان صاحب کو تقریر کے لیے بلایا۔
تقریر کی ریکارڈنگ کے بعد مولانا پطرس کے دفتر میں آ کر بیٹھ گئے
بات شروع کرنے کی غرض سے مولانا نے پوچھا:
"پطرس یہ تانپورے اور تنبورے میں کیا فرق ہوتا ہے ؟؟"
پطرس نے ایک لمحہ سوچا اور پھر بولے:"مولانا آپ کی عمر کیا ہو گی ؟"
اس پر مولانا گڑبڑا گئے اور بولے:" بھئی یہی کوئی پچھتر (75)سال ہو گی۔
پطرس کہنے لگے:
"مولانا جب آپ نے پچھتر(75) سال یہ فرق جانے بغیر گزار دیے تو دو چار سال اور گزار دیجیے۔
(پطرس بخاری)

آپ بیتی ایک اردو کی استاد کی

کیا آپ کی جماعت میں بھی اردو وفات پا چکی ہے۔۔۔؟؟

آلو کاانتہائی لذیذ پراٹھا

ردا اقبال (BS-4)

اجزاء:

- 2 گول مٹول لیموں
- کٹی لال مرچ (مرچیں لگانے کے لیے)
- چمکیلا نمک (حسب ذائقہ)
- چٹخارے دار چاٹ مصالحہ
- ہری مرچ (2عدد)
- ہرا ہرا تازہ تازہ دھنیا
- تیل (تلنے کےلیے)
- 3-4 ٹیڑھے میڑھے آلو

ترکیب:

اچھے طریقے سے ابلے ہوئے آلو کو کوٹ کوٹ کر ان کا بھرتا بنا دیں اور جب معصوم ابلے ہوئے آلو کا بھرتا بن گیا ہوتو ان میں غصے سے لال کٹی مرچ، چمچماتا سفید نمک، چاٹ مصالحہ، دو گول مٹول کھٹے لیموں کا رس، ہرے بھرے دھنیے کو اپنی زبان جیسی تیز چھری سے کاٹ کر اسے بھی شامل کریں اور ہری مرچیں اتنی جتنے آپ کے پڑوسی اور کچھ رشتے داروں کے طعنے اور ترشے آپ کی زندگی میں موجود ہوتے ہیں۔ ان تمام کو اپنے ملائم ہاتھوں سے اچھی طریقے سے یکجا کر لیں۔ اب گوندھے ہوئے آٹے میں سے ایک پیڑا بنائیں بلکل اتنا ہی گول جتنا آپ کے جگری دوست آپ کو گول گول گھما تے ہیں۔ اب اس پیڑے پر تھوڑا سا اپنی زندگی جیسا خشک آٹا ڈال کر اسے بیلن سے اچھی طرح بیل کر گول کرلیں اگر بیلن کی مدد سے گول نہ ہوتو پرکار یا کسی پلیٹ کے استعمال سے اسے گول کرلیں۔ پھر اس کے بیچ میں آلو کا بھرتا رکھ دیں اور بیلی ہوئی روٹی کے کناروں کو آپس میں اس طرح اکھٹا کرلیں جیسے آپ امتحان سے ایک رات پہلے تمام نصاب کو اکھٹا کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ الگ بات ہے کے نصاب اکھٹا ہو نہیں پاتا۔ اب اپنے بیلن کی مدد سے پورے زور سے اس آلو بھرے پیڑے کو بیلنا شروع کریں جیسے آپ کو روز بیلا جاتا ہے مختلف قسم کے تفویض (اسائنمنٹ) دے کر۔ دوسری طرف چولہے کو جلانے کی تیاری

کریں۔ یہ مرحلہ دوشیزاؤں کے لیے اکثر مشکل پایا جاتا ہے لیکن اس کا ایک بےحد آسان طریقہ ہےوہ یہ کہ:

1- سب سے پہلے ماچس لیں،
2- ایک عدد تیلی نکال کر جلائیں،
3- دوسرے ہاتھ سے گیس کھولیں،
4- اب دو تین قدم پیچھے ہٹ کر دور سے تیلی کو چولہے کی طرف پھیکیں۔

نشانہ کامیاب ہونے کی صورت میں چھولے سے بھڑکتا ہوا شعلہ اس بات کا ثبوت دے گا کہ آپ ایک نہایت اعلی نشانے باز ہیں۔چونکہ آپ چولہا جلانے مینکامیاب ہو چکے ہیں تو وقت برباد کیے بغیر اس پر آپ کے باورچی خانے میں موجود سیاہ توا رکھ دیں اور اسکے گرم ہونے کا انتظار کریں بلکل اپنے بڑے بھائی کے دماغ کی طرح۔ پھر بھی تسلی کے لئے اگر آپ توے کی گرمائش جانچنا چاہتے ہیں تو اپنے سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے توے کو ذرا سا چھولیں، اگر آپ اس کو چھوتے ہی اچھل پڑتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ توا گرم ہو چکا ہے۔ اب توے کے اوپر بیلا ہوا آلو کا پراٹھا رکھ کر اسے زرا ایک طرف سے سیک لیں، پھر اس کے سر پر تیل کی مالش کر کے پلٹ دیں بلکل اسی طرح جیسے آپ کچھ بے حد پریشان کردینے والے لوگوں کو دیکھ کر پلٹ جاتے ہیں۔ اب اسے ایک طرف سے اچھی طرح سے لال ہونے دیں بلکل اسی طرح جیسے آپ کی والدہ لال ہوتی ہیں آپ کو موبائل فون استعمال کرتا دیکھ کر۔ اب پراٹھے کو دوبارہ پلٹ کر اس طرف بھی تیل کی مالش کریں اور اچھی طرح لال کرلیں۔ آخری مرحلہ، امی کے جہیز کی ایک عدد پلیٹ نکال کر۔ ارے! ارے! ذرا سنبھال کر، والدہ محترمہ کے جہیز کی پلیٹ ہے ۔ دھیان سے آلو کے پراٹھے کواس میں سجا کر گھر میں موجود اچار یا چٹنی کے ساتھ چٹخارے لے کر نوش فرمائیں۔

احتیاطی تدابیر:

جس باورچی خانے کو آپ نے آلو کا پراٹھا بنانے کے لیے اتنا تباہ و برباد کردیا ہے برائے مہربانی اسے صاف بھی کر دیجئے ورنہ، والدہ ماجدہ کی فلائنگ چپل آپ تک پہنچنے میں ذرا دیر نہیں لگے گی۔

‘‘بڑی انسلٹ ہوتی ہے یہ پیپر جب بھی آتے ہیں’’

شاعر: سہیل احمد

ا نتخاب: مومنہ کلیم (BS-4)

ہمیشہ ٹینس کرتے ہیں، بڑا جی کو جلاتے ہیں،
بڑی انسلٹ ہوتی ہے یہ پیپر جب بھی آتے ہیں۔

ہر اک مضمون کرتا ہے فلائی اپنے اوپر سے،
کتابیں کھولتے ہیں ایک ہی دن پہلے پیپر سے،

دھیان اپنا مگر پھر بھی کہاں ہوتا ہے پڑھنے میں،
لگا دیتے ہیں سارا زور پیپر آؤٹ کرنے میں،

کہ جو مضمون دو گھنٹوں میں سارا یاد ہو جائے،
اسی کی بوٹیاں لکھنے میں دن برباد ہو جائے،

کبھی ہاتھوں کبھی فٹوں کے پیچھے لکھ کے لاتے ہیں،
بڑی انسلٹ ہوتی ہے یہ پیپر جب بھی آتے ہیں۔

فٹے منہ سارے رٹے کا جو بھولا کیا مجال آئے،
جنہیں تھا چانس پر چھوڑا وہی سارے سوال آئے،

پڑھا پرچا کئی واری کہ شاید چینج ہو جائے،
دعائیں مانگتے کہ سپریڈنٹ کاش سو جائے،

ادھر پرچا پڑھا ہم نے تو سمجھو تب ہی فارغ تھے،
بڑی گردن گھمائی دائیں بائیں سب ہی فارغ تھے،

ابھی نگران سے ہونے لگے تھے رابطے اپنے،
قیامت سے بڑا تھا لفظ "چھاپا" واسطے اپنے،

اسی لمحے میں ساری بوٹیاں منہ میں چباتے ہیں،
بڑی انسلٹ ہوتی ہے یہ پیپر جب بھی آتے ہیں۔

ہمیں کہتے تھے رشتہ دار سارے یہ تو ہیرو ہے،
ہوئے ہیں فیل دو میں باقیوں میں صرف زیرو ہے،

پڑھے لکھے ہیں خاصے ہم، نکمّہ مت سمجھ لینا،
سند پڑھ کر ہماری ہم کو بچہ مت سمجھ لینا،

پڑھیں نہ بکس پھر بھی فیس بک تو روز پڑھتے ہیں
روزانہ دو روپے میں سینکڑوں میسج بھی کرتے ہیں،

پڑھائی میں بھی ہم جیسے سیانے چینج لاتے ہیں،
بڑی انسلٹ ہوتی ہے یہ پیپر جب بھی آتے ہیں۔

اب اس حالت میں کیسے کوئی کنسنٹریٹ کر پائے،
ہمیشہ ورلڈکپ بھی پیپروں کے بیچ میں آئے،

اِدھر سے امتحاں آتے ہیں اور یہ دل ڈوب جاتا ہے،
اُدھر سے رانگ نمبر سے اچانک فون آتا ہے،

سدا دو کشتیوں کے درمیاں رہتی ہے سیٹ اپنی،
بتاؤ ڈیٹ کو دیکھیں یا دیکھیں ڈیٹ شیٹ اپنی،

گلا ان خواہشوں کا کتنی مشکل سے دباتے ہیں،
بڑی انسلٹ ہوتی ہے یہ پیپر جب بھی آتے ہیں۔

ایک ملاقات

ایک ملاقات کا مقصد ہمارے قارئین کو اپنے ان تمام شخصیات سے متعارف کروانا ہے جنہوں نے اس شعبہ کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کیا اور آج تک اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اسی سلسلے میں ہماری آج کی مہمان ہیں پروفیسر ملاحت کلیم شیروانی جو ہمارے شعبہ علمِ کتب خانہ و اطلاعات سے 1971 سے وابستہ ہیں پہلے اس شعبہ کی طالب علم رہیں اور بعد میں اسی شعبہ میں بطور استاد اپنے فرائض سر انجام دیے۔ ہم پروفیسر صاحبہ کے بہت مشکور ہیں کہ انہوں نے اپنی مصروفیات سے وقت نکالا۔

1. آپ کی تاریخ پیدائش کیا ہے؟

ج۔ میری تاریخ پیدائش ۲ فروری 1954 ہے۔ ا س سوال کا جواب جب میں کال سینٹر میں ایجنٹ کو دیتی ہوں تو بہت جھگڑے ہوتے ہیں۔ وہ ساری معلومات پوچھ کر جب تاریخ پیدائش دریافت کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا آپ کی امی کا اکاؤنٹ ہے؟ میں کہتی ہوں نہیں یہ میرا ہی اکاؤنٹ ہے، تو وہ مان نے سے انکار کردیتے ہیں لہ اپکی آواز سے آپ اتنی عمر کی نہیں لگتیں

2.آپ کا تعلق کہاں سے ہے؟

ج میرا تعلق اس پاک سرزمین سے ہے میں پاکستان میں ہی پیدا ہوئی ہوں۔ یقینا ہمارے آبا و آجداد نے قیام پاکستان کے لئے قربانیاں دیں، اپنے آباو اجداد کا وطن ترک کرکے، مال اسباب چھوڑکرہجرت کی لیکن اب انکی چوتھی نسل اللہ کے فضل سے اس آزاد ملک میں پیدا ہوئی تو ہم توسچے پاکستانی ہوئے

3.ابتدائی تعلیم سے اعلی تعلیم تک کا سفر کیسے طے کیا؟

ج تعلیمی سفر پڑھ پڑھ کے اور پاس ہو ہو کے طے کیا۔ ابتدائی تعلیم DMS اسکول سے حاصل کی، اس اسکول کی پہچان یہ ہے کہ اس کی عمارت پر بہت بڑا قرآن شریف بنا ہوا ہے۔ جس کے اوپر سورۃ العلق کی آیات تحریر ہیں۔ یہ اسکول ابھی بھی موجود ہے۔ اس کی دو برانچز ہیں۔ پھر حالات میں تبدیلی آئی تو والدہ نے اسکول بھی تبدیل کروا دیا۔ ایک خاتون نے اپنے گھر میں انگلش میڈیم اسکول کھولا تھا تو وہاں داخلہ دلوا دیا گیا۔ میٹرک ہم نے سرکاری سکول سے کیا جو اس زمانے میں پیلے اسکول کہلاتے تھے۔ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم نے پیلے اسکول سے میٹرک کیا جسے آج کل لوگ حقارت بھری نظروں سے دیکھتے ہیں۔ مجھے آج تک اپنے وہ اساتذہ یاد ہیں جنہوں نے مجھے وہاں پڑھایا اور بہت کچھ سکھایا۔ ان اسکولوں کے اساتذہ نہایت ہی قابل اور باکمال ہوتے تھے۔ میری یادداشت میں آج تک ان کی یاد اور ان کی سکھائی گی باتیں باقی ہیں۔ میٹرک کے بعد سرسید گرلز کالج سے bachelors کیا۔ اور پھر ماسٹرز کے لیے 1971 میں کراچی یونیورسٹی سے وابستہ ہوئی۔

4.اسکول میں پسندیدہ مضمون کونسا تھا؟

ج۔ مجھے پڑھنے کا شوق تھا میں نے بہت جلدی پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میں پہلی یا دوسری جماعت میں تھی اور اردو بہت روانی سے پڑھتی تھی۔ چھٹیوں میں جب سب کے کورسز آتے تھے تو میں اپنا ختم کرکے اپنی بڑی بہن جو مجھ سے سات سال بڑی ہیں وہ secondary میں ہوا کرتی تھیں تو میں ان کا کورس بھی پڑھ لیا کرتی تھی۔ مجھے سارے مضمون پسند تھے سوائے ریاضی (Maths) کے. ریاضی سے میرے تعلقات کبھی اچھے نہیں رہے۔ کوئی یقین نہیں کرے گا کہ آٹھویں جماعت میں ریاضی کی پوری کتاب میں سے میں نے صرف کچھ exercise کی تیاری کی تھی۔ مجھے نہیں پتہ میں کیسے پاس ہوئی اور اس پر یہ کہ میں engineering پڑھنا چاہتی تھی۔

5. لائبریری سائنس سے آپ کیسے وابستہ ہوئیں؟

ج۔ میری اپنی دلچسپی تو law میں تھی مگر والد صاحب نے مشورہ دیا کہ تم law نہ پڑھو کیوں کے اس میں جھوٹ بولنا پڑتا ہے اور تمہارا مزاج ایسا نہیں ہے اگر وکیل بن بھی گئی تو ناکام وکیل بنو گی۔ پھر والدہ کی خواہش تھی کہ میں IR پڑھوں لیکن مجھے سیاست سے کوئی لگاؤ نہیں تھا اس لیے یہ مضمون بھی نہیں لیا۔ لائبریری سائنس سے ایسے وابستہ ہوئی کہ میرے والد کا تعلق علی گڑھ یونیورسٹی سے تھا اور وہاں کے پڑھے ہوئے لوگوں کا ایک بڑا حلقہ تھا جن سے میرے والد صاحب کا تعلق تھا۔ ان میں سے ایک الحاج زبیر صاحب تھے جو علی گڑھ یونیورسٹی کے لائبریرین تھے۔ ایک دن انہوں نے اپنی کچھ کتابیں والد صاحب کو پڑھنے کے لیے دیں۔ وہ کتابیں میں نے بھی پڑھی تو میری اس مضمون میں دلچسپی پیدا ہوئی اور میں نے فیصلہ کیا کہ یہی مضمون پڑھوں گی۔ جب میں نے

اپنے والد کو اس بارے میں بتایا تو انہوں نے مجھے ڈاکٹر عبدالمعید جو میرے والد کے شاگرد تھے اور اس شعبے کے بانی کے پاس بھیجا میں ان سے ملی تو وہ بہت خوش ہوئے کیونکہ میرے نمبرز بہت اچھے تھے اور اس وقت لائبریری سائنس سے بڑی عمر کے لوگ یا پہلے سے کسی کتب خانے میں کام کرنیوالے افراد پیشہ ورانہ علم کے حصول کے لئے ہی داخلہ لیتے تھے۔ میرے ساتھ میری چند سہیلیوں نے بھی لائبریری سائنس میں داخلہ لیا اور غالبا ہمارا پہلا بیج تھا جس میں بڑی تعداد میں کم عمر اور تازہ بیچلر پاس طلبا و طالبات داخل ہوئے، اور ہم نے پورے دو سال بہت اچھا وقت گزارا۔ اور آج بھی تقریبا پچاس سال گزرنے کے بعد بھی ہمارے ساتھی کہیں بھی ہیں رابطے میں رہتے ہیں،

6.آپ لائبریری سائنس کے مضمون کو کتنا اہم تصور کرتی ہیں؟
ج۔ لائبریری سائنس کی اہمیت سے آپ انکار نہیں کر سکتے اس لیے کیوں کہ یہ ابتدائی چند مضامین میں سے ہے librarianship کا پیشہ آج یا کل کا نہیں ہے علم جب وجود میں آیا تو علم کو محفوظ کرنے کا طریقہ سب سے پہلے ایجاد ہوا اور علم کو محفوظ کرنے کے لئے لائبریرین شپ کا پیشہ وجود میں آیا۔اگر یہ علم محفوظ نہ کیا گیا ہوتا تو آگے کیسے بڑھتا؟librarianship کا پیشہ معاشرے سے نکالا نہیں جا سکتا یہ الگ بات ہے لوگ computer اور digitization کو فیشن سمجھتے ہیں لیکن digitize بھی تو علم ہی کر رہے ہیں نہ ہم بھی یہ ہی کام کرتے ہیں اور اب computer بھی یہ ہی کام کر رہے ہیں کیونکہ librarianship تو موجود ہے چاہے computer کی مدد سےہو یا manual ہیں۔ یہ ہر گز بھی معاشرے سے نکالی نہیں جا سکتی، وقت کے ساتھ خاص طور پر ٹکنالوجی کی ترقی نے ہر کام کرنے کے طریقے کو بدلا علم محفاظ کرنے اور اسی شکل میں اسے حاصل کرنے کے طریقے بھی تبدیل کردئے ۔ لیکن اگر کتب خانے ہر دور کا حاص کردہ علم آنیوالی نسلوں تک بحفاظت نہ پہونچاتے تو کیا انسان ترقی کے یہ مدارج اتنی رفتار سے طے کرسکتا تھا؟ آج کے کتب خانوں کو بھی یہی کام کرنا ہے، کوئی تحقیق پہلے علم کا سہارا لئے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتی، اور نظم و ضبط کے ساتھ یہ کام کوئی نہیں کرسکتا سوائے لابریرئن اور اسکے کتب خانے کے

7. آپ نے ملازمت کب اور کہاں سے شروع کی؟
ج. 19754 میں کراچی یونیورسٹی سے بطور research assistant ملازمت کا آغاز کیا ۔

8. لائبریری سائنس کے کن مضامین پر مہارت حاصل ہے؟
ج. میں نے لائبریری سائنس کے تقریبا تمام مضامین پڑھائے ہیں جن میں سے کچھ مضامین ایسے ہیں جو میں نے خود نہیں پڑھے تھے اوراسوقت ڈپارٹمنٹ میں پڑھائے بھی نہیں جاتے تھے لیکن بعد میں شروع کیے گئے جیسے medical librarianship کا کورس یہ ڈاکٹر انیس خورشید صاحب کا vision تھا انہوں نے مجھے کہا تھا کہ medical librarianship آگے بہت بڑھنے والا ہے اور اس کی شروعات 1978 میں صرف کراچی یونیورسٹی کے شعبہ میں ہوئی اس بات کا ذکر کچھ سال پہلے foreign literature کی رپورٹ میں بھی کیا گیا ۔ اس کے علاؤہ indexing کا کورس بھی ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے شروع کرایا، لیکن میں نے تقریبا سارے مضمون پڑھائے اور ہمیشہ پڑھ کے پڑھائے ۔ علاوہ انفارمیشن تکنالوجی کے عملی مضامین جو ڈاکٹر منیرہ انصاری نے ارو ڈاکٹر وسیم نے پڑھائے، حالانکہ ڈاٹر کورشید نے جب جامعہ کراچی کی داسری اور پوریٔ ملک میں پہلی کمپیوٹرلیب قئم کی تو مجھے اور انور شعیب مرحوم کو 1982 میں تربیت دلوائی تھی،

9. آپ نے اب تک کتنی کتابیں لکھی ہیں اور کن مضامین پر لکھیں ؟
کتابیں میں نے 3-2 ہی لکھی ہیں لیکن میں نے articles زیادہ لکھے ہیں ہمدرد یونیورسٹی میں جانے کے بعد میرے 3 articles انٹرنیشنل جرنل میں شائع ہوئے ہیں جن میں سے ایک article کی ڈیڑھ سال میں 8800 سے زیادہ دفعہ پڑھاجاچکا ہے اور 300 کے قریب download کیا گیا ہے۔

10. آپ کن انجمنوں سے وابستہ ہیں ؟
میں PLA کی صدر رہ چکی ہوں ہمدرد یونیورسٹی کی Unikarian, Karachi University Alumnai Association of Significant students کی بانی ممبر اور آخر میں نائبصدر بھی رہی،شہر قائد میں عالمی مشاعرے کی انتظامیہ میں بھی رہی اوربہت سی سماجی اور تولیمی اداروں کی ممبر، ہائر ایجاکمیشن کی کمیٹیوں اور ملک کی دوسری جامعات کی مختلف بورڈز وغیرہ کی ممبر رہی،ابھی بھی کہیں نہ کہیں کام چلتا رہتا ہے۔

11. کتاب یا ڈیجیٹل کتاب کیا بہتر اور کیوں ؟
مجھے format پہ کوئی اعتراض نہیں ہے میرے ہاتھ میں کتاب نہیں ہوگی مجھے مزہ نہیں آئے گا یہ addiction ہے یا کتاب کی لمس سے محبت۔ ہم ابھی بھی کتاب پڑھیں گے اگر ضرورت ہو گی تو کمپیوٹر پر بھی پڑھیں گے ایک بات اور ہے کہ جس دور کی ٹکنالوجی ہوتی ہے اس دور کے لوگ اسی ٹکنالوجی کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں ۔ ہر ایک کی اپنی پسند ہے میرے سامنے آپ دو چیزیں رکھیں گی تو میں کتاب کی طرف جاؤں گی۔ لیکن آج اگر طالبعلم بلکہ دوسرے قارئین بھی برقی تحریر پڑھنا چاہتے ہیں تویہ انکا دور ہے، پھر کیا ریت اور غار کی دیوار پر لکیروں اور نشانات کے ذریعے محفوظ کئی جانیوالے علم نے ہر دور میں نیا پیرہن نہٰن پہنا؟ اور ہراس دور کے لوگواں نے اسے ترجیح نہیں دی؟

12. ڈیجیٹل لائبریری میں لائبریرین کا کیا کردار ہونا چاہیے ؟
سارا کردار ہی لائبریرین کا ہے مجھے شکایت سارے لائبریرین سے اب یہی ہے کہ وہ ٹیکنیشین بن رہے ہیں لائبریرین نہیں بن رہے اب لوگ ٹیکنیک جانتے ہیں علم نہیں رکھتے بہت متاثرکر دیتے ہیں اپنی صلاحیتوں سے لیکن کوئی شخص اگر کہے کہ اس موضوع پر دس چیزیں نکال دیں تو نہیں نکال سکتے پہلے نکال دیتے تھے اس لیے وہ اپنے قارئین کےممکنہ مطلوبہ مواسد پر نظر رکھتے تھے ے، لائبریرین کا کام ہی یہی ہے پہلے انہیں مطالعہ بڑھانا ہوتاتھا، اب کم از کم surfing کرنی چاہیے کہ آپ کے پاس ڈیجیٹل کیا کیا محفوظ ہے۔ ڈیجیٹل لائبریری میں بھی لائبریرین کا بہت بڑا کردار ہے کمپیوٹر کا کام صرف ترتیب دینا اور محفوظ کرنا ہے باقی علم۔ سوچ۔ فیصلہ لائبریرین کے پاس ہے۔

13. پاکستان بھر کے لائبریری سائنس کے اساتذہ کو کیا پیغام دینا چاہیں گی ؟
ج۔ میں اس پر صرف یہ ہی کہنا چاہوں گی کہ اپنا مطالعہ وسیع کریں، طالبعلموں کے لئے اچھے قاری کی مثال بنیں، انہیں بھی موضوعی ادب کے علاوہ دوسرا ادب پڑھنے کی ترغیب دیں۔

14. پروفیشنل لائبریرین کے لیے کیا پیغام دیں گی آپ ؟
میرا یہی پیغام ہے کہ پڑھنا نہیں چھوڑیں اب کیا ہو رہا
ہے کہ ہم fields کے اندر کتاب کا سب data ڈال دیتے ہیں ہم کتاب کھول کے نہیں دیکھتے جب ہم سب manual کر رہے ہوتے تھے تو ہمیں کتاب کھولنی پڑتی تھی اب 39.5z سے اس کا نمبر نکال لیتے ہیں classify نہیں کرتے جب classify کرتے تھے تو preface پڑھتے تھے introductionپڑھتے تھے آپ کا علم بڑھتا تھا لیکن اب training ہو رہی ہے یہ ایک بہت بڑی کمی ہے اس میں لائبریرین ختم کر دیے ہیں اور ٹیکنیشین پیدا کر دیے ہیں۔

16. موسیقی سے کوئی لگاؤ ہے ؟
ج۔ میں نے کلاسیکل گانا سیکھنا شروع کیا تھا تو لوگوں نے کانوں پہ ہاتھ رکھ لیے تھے۔ ہمارے گھر میں کلاسیکل پروگرام بھی ہوتے تھے ہمارے بچپن سے ہمارے گھر میں ماحول تھا ہم نے جب ہوش سنبھالا تو گھر میں قوالیاں بھی ہوتی تھی ستارکی محفلیں بھی ہوتی تھی اب بھی موسیقی سے لگاؤ ہے لیکن اب گانے اتنے زیادہ نہیں سنتے کیوں کہ آج کل کے گانے ویسے نہیں ہیں جیسے پہلے ہوا کرتے تھے ۔

17. آپ کو کن شخصیات نے سب سے زیادہ متاثر کیا؟
ج۔ آپ کی زندگی کے مختلف ادوار ہوتے ہیں پہلی بات جو کچھ بھی آپ کو ملتا ہے وہ آپ کے گھر سے ملتا ہے یہ بات ہم لوگوں کو سمجھا نہیں پاتے کہ ہمارے والد اس دنیا کے انسان نہیں تھے مطلب کچھ صفات تھی ان میں ایسی جو لگتا تھا کہ وہ اس دنیا کے انسان نہیں ہیں ہم میں سے کوئی بھی شاید ان کی طرح نہیں ہو سکتا ان کی معاف کر دینے کی عادت یا وہ بڑا دل جو ہم کہتے تھے کہ وہ اس دنیا کے انسان نہیں۔پھروالدہ کی سخت تربیت نے بہت گہرے تاثرات مرتب کئے،استاد بہت اچھے ملے اور پھخاص طورپر ڈاکٹر انیس خورشید صاحب وہ میرے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں ہر ایک کے ساتھ کام کیا اور بہت کچھ سیکھا میں خوش قسمت ہوں کہ بہت اچھےاساتذہ اور ساتھیوں کے ساتھ کام کیا، جامعہ کے دوسرے شعبوں کے اساتذہ نے بھی بہت سکھایا۔ مختلف ذمہداریاں دیکر عملی تربیت کی

18. لائبریری سائنس سے منسلک طلبہ کو کیا پیغام دینا چاہیں گی؟
ج۔ میرا ایک ہی پیغام ہے کہ خدا کے واسطے پڑھنا شروع کردیں جب تک پڑھیں گے جس عزت احترام کے متمنی ہیں ملنا مشکل ہے آپ اپنے علم سے ہی دوسروں کو متاثر کرسکتے ہیں

19. کوئی ایسی خواہش جو پوری نہ ہوئی ہو؟
ج۔ اللہ تعالی نے ساری خواہشات پوری کی بس ایک بہت بڑی محرومی ہے وہ یہ کہ میرے والد جب بہت زیادہ بیمار ہو گئے تھے تو کہتے تھے کہ میں چلا جاؤں تو تم لوگوں کی یہ ساری پریشانیاں دور ہوجائیں گی ۔ والدہ کہتی تھیں پڑھلو تمہارے کام آئیگا اپنے لئے نہیں کہتی، اس وقت ہم سب پڑھنے کے مرحلے میں تھے اور حقیقت یہ ہے کہ آج جب کہ ہم سارے بہن بھائی اپنے پروفیشن میں بلندیوں پر پہنچے، یہ بہت بڑی محرومی ہے کہ دیکھنے کو ہمارے والدین ہمارے ساتھ نہیں تھے

امید ہے کہ یہ ملاقات قارئین کو دلچسپ لگی ہو گی اور انہیں میڈم ملاحت کے بارے میں جاننے کا موقع ملا ہوگا۔ ہماری کوشش ہوگی کہ ہم آئندہ شمارے میں اپنے قارئین کو مزید شخصیات سے متعارف کروائینگے جو ہمارے شعبہ سے وابستہ رہے اور وابستہ ہیں۔

صابر چوہدری کی کتاب" ابنارمل کی ڈائری۔"سے ماخوذ

لاشوں کا علاج

اخبار کی کٹی ہوئی خبریں۔۔نقشہ اور پرسنل نوٹ بک۔۔ہمارے درمیان پڑی۔۔میز پر پڑے تھے۔۔۔
یہ جانتے ہوئے بھی کہ۔۔انہی ڈونیا(anhedonia)۔۔ اسے اندر باہر سے کھا رہا ہے۔۔میں نے عادتاً پوچھا۔۔ "کبھی آپ کو خود کشی کا خیال آیا ہو؟۔۔ یا کبھی آپ نے خودکشی کی کوشش کی ہو؟"۔۔ جاسم نے کچھ دیر تو۔۔ مجھے(ماہر نفسیات کو) دیکھا۔۔ پھر کہا۔۔" خود بخود ختم ہو جانے والے نے ۔۔ کیا خودکشی کرنی ہے۔۔ ویسے بھی۔۔ خود کشی کا خیال تو۔۔انہیں آتا ہے۔۔جو زندہ ہوں۔۔۔اور میں۔۔ تو اسی دن مر گیا تھا۔۔ جس دن۔۔ "ہم"۔۔ جدا ہوئے تھے"۔۔پھر اس نے باہر بیٹھے۔۔اپنے ساتھ آنے والے۔۔گھر والوں کی طرف۔۔اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔"یہ لوگ تو۔۔میری لاش لے کر پھر رہے ہیں۔۔علاج کی مجھے نہیں۔۔ انہیں ضرورت ہے۔۔ویسے کیا آپ۔۔ لاشوں کا علاج بھی کر لیتے ہیں؟"۔۔ کلائنٹ ان ٹیک فارم لکھتے لکھتے۔۔میں نے رک کر۔۔ سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔اور مسکرا کر جواب دیا۔۔
"ہاں کیوں نہیں۔۔۔ جو لاش دوسروں کی درخواست پر۔۔۔ چل کر آجائے ۔۔وہ قابل علاج ہوتی ہے"۔۔

غزل

صمیم خیال (لائبریرین NED یونیورسٹی)

اپنوں کے درمیاں وہ غیروں کی طرح
سمندر کی سر پٹکتی لہروں کی طرح ہے

اپنی ذات میں کبھی انجمن تھا جو اک شخص
آسیب زدہ ہے وہ اب ویران شہروں کی طرح ہے

جو روح میں بجتے ہوئے ساز کی طرح تھا
اب وہی دلدوز و دلخراش چیخوں کی طرح ہے

واقعہ کوئی بھی ہودیکھ کے گزر جاتے ہیں لوگ
دنیا بھی اک تماشہ ہے میلوں کی طرح ہے

تجھے دیکھا تو ملنے کی ضد یہ کرنے لگا
مرا دل بھی مچلتے ہوئے بچوں کی طرح ہے

ٹوٹا تو زخم دے گیا روح کی گہرائی تک
مرا دل بہت نازک شیشوں کی طرح ہے

وہ ہ ہنسی ہے، وہ مسکرائی ہے کوئ تو صدا آئی ہے
ہوا میں شرارت آج بارش کی بوندوں کی طرح ہے

پھڑپھڑآئے کبھی پر پھیلائے کبھی شور مچائے ہے
حالِ دل اپنا بھی خیال قید پرندوں کی طرح ہے

تجزیہ کتب

اُمِ حبیبہ(BS-4)

- نام کتاب: پاکستان کے اردو حوالہ جاتی ماخذات
- مصنفہ: پروفیسر ڈاکٹر رفعت پروین صدیقی
- ناشر: لائبریری پروموشن بیورو
- صفحات:123
- کتاب کا بین الاقوامی سلسلہ کتاب نمبر :978-696-459-083-7

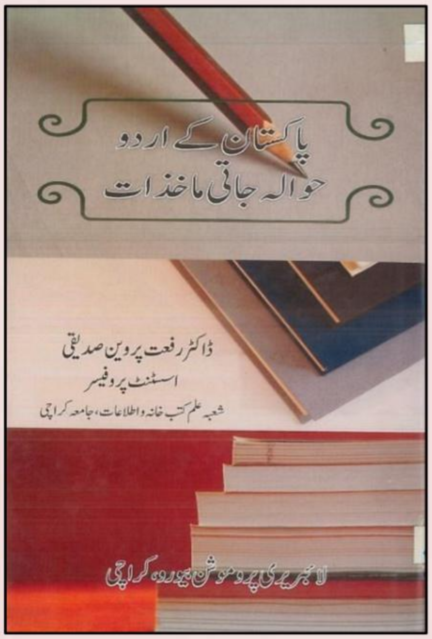

یہ کتاب شعبہ علمِ کتب خانہ و اطلاعات کی استاد پروفیسر ڈاکٹر رفعت پروین صدیقی کی تحریر ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے 1999میں شعبہ میں شمولیت اختیار کی اور اب اسسٹنٹ پروفیسر کے طور پر فرائض انجام دے رہی ہیں۔ یہ کتاب ان کے تحقیقی مقالہ کے ایک باب کا ترجمہ ہے جسے کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔اس سے قبل آپ کے دیگرقومی و بین الاقوامی جرائد میں کئ تحقیقی مقالے شائع ہو چکے ہیں۔

یہ کتاب
پروفیسر صاحبہ کی اردو زبان سے دلچسپی اور محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے اپنے تحقیقی مقالے کا اردو میں ترجمہ کرنے اور اس کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا مقصد قاری کے لیے آسانی پیدا کرنا ہے کیونکہ اپنی مادری زبان میں پڑھنا اور اسے سمجھنا ہر ایک کیلئے آسان ہوتا ہے۔ یہ کتاب ہمیں 1947ء سے 2007ء تک کے تمام حوالہ جاتی مواد جو پاکستان سے اردو زبان میں شائع کیے گئے ان سب کے اعداد و شماراور مختصر معلومات فراہم کرتی ہے۔اس کتاب میں مختلف مضامین کی لغات، کتابیات،انسائیکلوپیڈیا، سالانہ کتب، ڈائریکٹریز ، کیٹلاگس، اور اشاریہ جات کی معلومات ملتی ہیں جو کہ محققین اور ایسے تمام افراد جو اردو میں حوالہ جاتی مواد/ماخذات کے بارے میں جاننا یا پڑھنا چاہتے ہیں یا ان سے مدد لینا چاہتے ہیں ان سب کے لئے معلومات کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحبہ آئندہ بھی اسی طرح کی مزید کتابیں لکھیں گی اور انہیں کتابی صورت میں طلبہ و طالبات کی آسانی کے لیے شائع بھی کروائیں گی۔

تجزیہ کتب

اُمِ حبیبہ(BS-4)

- نام کتاب: ڈی ڈی سی اسکیم (رہنما اصول برا ئےدرجہ بندی)
- مصنف: پروفیسر ڈاکٹر فرحت حسین
- ناشر: شعبہ لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس، جامعہ کراچی۔
- صفحات:132
- کتاب کا بین الاقوامی سلسلہ کتاب نمبر : 978-969-459-092-9

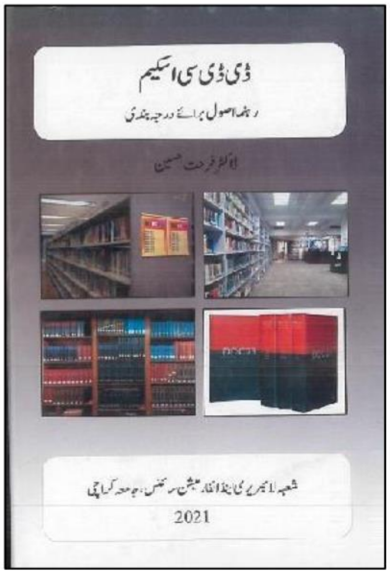

ڈی ڈی سی اسکیم رہنما اصول برائے درجہ بندی"ڈاکٹر فرحت حسین کی تحریر کردہ کتاب ہے۔ ڈاکٹر فرحت حسین کا شمار ایک بہترین استاد اور ماہرین درجہ بندی میں کیا جاتا ہے۔ آپ شعبہ علمِ کتب خانہ و اطلاعات جامعہ کراچی سے گزشتہ 26 سالوں سے بطور معلم وابستہ ہیں اور اس وقت شعبہ میں صدر شعبہ کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔

ڈیوی کی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم درجہ بندی کی تمام ہی اسکیموں میں سب سے زیادہ کامیاب اور بیشتر کتب خانوں میں استعمال ہونے والی اسکیم ہے یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے ڈیوی کی اعشاریائی اسکیم کے اصولوں کے بارے میں یہ کتاب تحریر کی اور اسے شائع کیا تاکہ اس اسکیم کو سمجھنا آسان ہو سکے اور اس کا استعمال لوگوں کے لیے آسانی کا باعث ہو۔ اس کتاب کے پہلے باب میں درجہ بندی کی تعریف، کتب خانوں میں درجہ بندی کی ضرورت و اہمیت، اور درجہ بندی کی دیگر اسکیموں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

دوسرے باب میں ڈیوی کی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے اور مختلف مضامین کی درجہ بندی کی مثالوں کے ساتھ وضاحت پیش کی گئی ہے۔ باب سوم میں مختلف مثالوں کی مدد سے شیڈول کے دو نمبروں کو ملانا سکھایا گیا ہے۔ باب چہارم امدادی تقسیمات یا ٹیبلز (جو کہ ڈیوی کی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم کا ایک اہم حصّہ ہے)کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے جبکہ کتاب کے آخری باب میں نسبتی اشاریہ(Relative Index)کا ذکر ہے۔

مختصراً یہ کتاب ڈیوی کی اعشاریائی درجہ بندی اسکیم کو سیکھنے اور سمجھنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

جھلکیاں

جنوری 2023 تا ستمبر 2024

☆ جنوری 2023 میں ڈاکٹر فرحت حسین، شعبہ کے سنئیر استاد ریٹائر ہوئے آپ شعبہ کے انچارج کی حثیت سے فرائض انجام دے رہے تھے۔ آپ کے بعد ڈاکٹر نوید سحر نے بطور انچارج شعبہ سنبھالا، 9 مئ 2023 کو ڈاکٹر رفعت پروین صدیقی نے صدر شعبہ کی حثیت سے اپنی ذمہ داریاں سنبھالیں۔

☆ 11 مئ 2023 کو ڈاکٹر رفعت نے سرحد یونیورسٹی کی طرف سے منعقدہ ایک بین الاقوامی کانفرنس میں بحثیت صدر شعبہ آن لائن شرکت کی۔

☆، جولائی 2023 مارچ 2024 اور جولائی 2024 کو جامعہ کے اعلان کے مطابق ایم فل اور پی ایچ ڈی میں ٹیسٹ اور انٹرویو کے بعد شعبہ میں داخلے دیئے گئے

☆ اپریل 2024 میں لائبریری پروموشن بیورو کے عہدیداران کے ساتھ کئ میٹنگز کے بعد بیورو نے پاکستان لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس جرنل کی اشاعت کی زمہ داری شعبہ کے سپرد کردی اور شعبہ نے جامعہ کراچی کے وائس چانسلر سے اس کی اشاعت کی منظوری بھی لے لی۔

☆ گزشتہ سمسٹر میں جامعہ مین ہونے والے بین الاشعبہ جاتی کھیلوں کے مقابلے میں طلباوطالبات نے فٹ بال کے مقابلے میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ ڈگری مکمل کرنے والے بیچ نے الوداعی تقریب میں مختلف طرح سے اپنے ٹیلنٹ کا مظاہرہ کیا اور دلچسپ پروگرام پیش کئے۔

☆ اس سال شعبہ میں عالمی یوم کتاب بھی بے حد جوش وجذبے کے ساتھ منایا گیا طلباوطالبات کے ساتھ ساتھ شہر بھر کے پروفیشنلز نے بھی شرکت کی اس موقع پر ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر، ڈاکٹر فیاض وید، ڈاکٹر شائستہ تبسم اور کئی معززین نے خطاب فرمایا۔

☆ 8 اگست 2024 کو شعبہ کی لائبریرین مس نزہت یاسمین 17 سالہ خدمات کے بعد ریٹائر ہوگئیں ان کے اعزاز میں الوداعی تقریب میں موجودہ کے علاوہ گزشتہ برسوں میں فارغ التحصیل ہونے والے طلبا، اور سیمنار لائبریرینز نے شرکت کی انکی خدمات کو سراہا گیا اور صدر شعبہ نے انھیں اعزازی شیلڈ پیش کی

☆ ڈاکٹر رفعت پروین صدیقی نے ایک سلیکشن بورڈ کے سلسلے میں سندھ یونیورسٹی جامشورو کا دورہ کیا۔

☆ 22 اور 23 اگست 2024 کو پاکستان لائبریری کلب کے تعاون سے ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی گئی اس دوروزہ کانفرنس میں ملک بھر سے ائے ہوئے محققین۔ لائبریرینز اور لائبریری اسکولز کے اساتذہ نے مقالے پیش کئے غیر ملکی مندوبین نے آن لائن شرکت کی شرکاء کی تعداد، پیش کی جانے والی تحقیق اور میڈیا کوریج کے حساب سے یہ ایک کامیاب ترین کانفرنس تھی

☆ فائنل ایر کے طلبا نے ڈاکٹر نوید سحر کے ہمراہ شہر کی مختلف للائبریرز کا مطالعاتی دورہ کیا

☆2024 کے ہفتہ طلبا میں طلبا و طالبات نے بھرپور انداز میں شرکت کی، نعت خوانی، کوئز، میلہ، کوکنگ ون ڈش جیسے مقابلوں کے علاوہ شجر کاری جیسی اہم سرگرمی میں نہایت شوق سے حصہ لیا اور شعبہ کے لان پر انتہائی محنت سے صفائی ستھرائی کی مختلف پودے لگائے اور گملوں سے شعبہ کی راہداریوں کو سجایا۔

☆ پروفیسر ڈاکٹر نسیم فاطمہ گزشتہ ہفتہ ہسپتال میں زیر علاج رہیں انجیوگرافی کے بعد اب روبہ صحت ہیں، ہم سب انکی صحت و سلامتی کے لئے دعا گو ہیں

☆ جناب زین صدیقی پروفیشن کی معروف شخصیت طویل عرصہ فعال کردار ادا کیا، رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے اللہ تعالی ان کے درجات بلند فرمائے شعبہ ان کے خاندان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور صبر اور آسانی کے لئے دعا گو ہے۔

☆ پاکستان لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس جرنل کا پہلا شمارہ اور رسالہ "باد علم" کا پہلا شمارہ کی اشاعت اس رسالے کی سب سے تازہ خبر ہے

SEMINAR ON WORLD BOOK & COPYRIGHT DAY	22 - 23 August 2024 ORGANIZED BY DEPARTMENT OF LIBRARY & INFORMATION SCIENCE (UoK) PAKISTAN LIBRARY CLUB KOHA COMMUNITY PAKISTAN
University of Karachi SEMINAR ON WORLD BOOK & COPYRIGHT DAY Discovering The World through Books On Friday, 3rd May, 2024 Venue : Chinese Teachers Memorial Auditorium, University of Karachi.	DIGITAL HORIZON: INFORMATION SOCIETY & FUTURE LANDSCAPE OF LIBRARIANSHIP 22 - 23 August 2024 ORGANIZED BY DEPARTMENT OF LIBRARY & INFORMATION SCIENCE (UoK) PAKISTAN LIBRARY CLUB KOHA COMMUNITY PAKISTAN
	CATALOGUING & CLASSIFICATION LAB
	Congratulations! PAKISTAN LIBRARY ASSOCIATION Sindh Branch Respected Dr Rafat Parveen Siddiqui APPOINTED CHAIRPERSON Department of Library and Information Science, University of Karachi PAKISTAN LIBRARY ASSOCIATION (SINDH BRANCH) https://plasindhbranch.wordpress.com plasindhbranch plasindhbranch@gmail.com +923332622936